# ایک تبلیغی خط

مکتوب

حضرت مولانا حبیب احمد کیرانویؒ

بنام

حضرت مفتی کفایت اللہؒ

# ایک تبلیغی خط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

**حامداً و مصلیاً** - امابعد - صاحبو! - یہ خط جو آپ کے ملاحظہ سے گذر رہا ہے - وہ خط ہے جو تقریباً ایک ماہ کا عرصہ ہوا مولوی کفایت اللہ صدر جمعیت العلماء کو اس غرض سے لکھا گیا تھا کہ وہ اپنی تباہ کن غلطیوں پر متنبہ ہو کر اپنی اس روش کو چھوڑ دیں - جو انہوں نے مغربی اثر سے اختیار کر رکھی ہے - اور اسی کے ضمن میں اہل دیوبند کے طرز عمل پر بھی تنقید کی گئی تھی جو انہوں نے اپنے اسلاف کے خلاف اختیار کر رکھا ہے - لیکن چوں کہ وہ خط نہ گاندھی کی صدائے نان کو اپریشن وغیرہ تھی جس پر ہولو جیسا لبیک کہتے ہیں - نہ گورنمنٹ کا کوئی حکم تھا جس پر باوجود ترک موالات کے بھی وہ سمعنا و اطعنا کہتے - نہ کسی ذی وجاہت و ثروت دنیادار کی چھٹی تھی جس کو وہ سر آنکھوں پر رکھتے - بلکہ وہ ایک گمنام شخص کی جانب سے حق کی آواز تھی جس کو انہوں نے اس کان سنا اور اُس کان اڑا دیا - پس اب ہم اس کو مسلمانوں کی آگاہی کے لیے شائع کرتے ہیں تاکہ وہ اسے غور سے پڑھیں - اور سمجھیں کہ آپ کے وہ لیڈر جو آپ کو منزل مقصود تک پہنچانے کے مدعی ہیں - آپ کو اصل مقصد سے کسقدر دور پھینکنے کی کوشش کر رہے ہیں - اب آپ کو اختیار ہے کہ آپ اس سے نصیحت حاصل کریں یا نہ کریں -

حبیب احمد عفی عنہ

# خط

## بنام مولوی کفایت اللہ صاحب صدر جمعیۃ العلماء

مکرم بندہ جناب مولوی کفایت اللہ صاحب السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ اس وقت میں اپنے چند خیالات آپ کی خدمت میں پیش کرتا ہوں۔ امید ہے۔ کہ آپ خالی الذہن ہوکر۔ میری معروضات پر توجہ فرمائیں گے۔ اور اگر کوئی امر ناگوار طبع ہو۔ تو امید ہے کہ میرے خلوص پر نظر فرما کر اس کو نظر انداز فرمائیں گے۔

سب سے پہلے میں آپ کی توجہ کو اس طرف منعطف کرنا چاہتا ہوں۔ کہ مسلمانوں کا اصل مقصود خود احکام اسلام کی پابندی اور ان کو بلا تغیر و تبدیل دوسروں تک پہنچانا ہے۔ ریاست اور سلطنت اور امارت اور خلافت اگر مطلوب ہے تو وہ اسی مقصد کی تکمیل کے لئے۔ ورنہ فی حد ذاتہ یہ امور مطلوب نہیں۔ یہ ایک ایسی حقیقت ہے۔ جس کا کوئی مسلمان انکار نہیں کر سکتا۔ جب واقعہ یہ ہے۔ تو بحیثیت ایک مسلمان۔ بلکہ عالم بلکہ صدر جمعیت العلماء ہونے کی خود آپ کا و نیز آپ کی جماعت کا فرض یہ ہونا چاہئے۔ کہ آپ اپنی ہر سیاسی جد وجہد میں اسلام کو اور اس کے احکام کو مقدم سمجھیں۔ اور حصول ریاست و امارت و خلافت کو موخر۔ اور مقصود بالعرض۔ اور اس لئے ایسی باتوں سے احتراز فرمادیں۔ جن کا مقاصد اسلامیہ کے لئے مضر ہونا متیقن۔ اور سیاسی حیثیت سے مفید ہونا موہوم بلکہ موہوم سے بھی بڑھ کر ہو۔ آپ لوگوں نے خلافت کی جد وجہد میں جو کام کئے ہیں۔ ان سے خود دین الٰہی کو جس قدر ضرر خاص اس زمانہ میں پہنچ رہا تھا۔ جو اس جد وجہد کا زمانہ تھا۔ اور جس قدر ضرر ان تحریکات کے ٹھنڈا ہونے کے بعد پہنچا وہ سب لوگ اپنی آنکھ سے دیکھ چکے ہیں۔ اگر آپ کو اس کا احساس بھی ہو تو نہایت مبارک ہے۔ اور اگر احساس نہ ہو۔ تو انا للہ و انا الیہ راجعون۔ رہا سیاسی حیثیت سے ان کا مفید ہونا۔ سو یہ بھی آپ کو معلوم ہے۔ کہ ان سے کوئی سیاسی نفع نہیں پہنچا۔ بلکہ سراسر ضرر ہی پہنچا۔ ان واقعات کا مقتضا یہ تھا۔ کہ آپ حضرات متنبہ ہوتے۔ اور اپنی ذمہ داریوں کو محسوس کر کے ان نقصانات کی تلافی کی طرف متوجہ ہوتے۔ جو آپ لوگوں کے ہاتھوں اسلام اور مسلمانوں کو پہنچ چکے ہیں۔ اور پہنچ رہے ہیں لیکن نہایت افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے۔ کہ ہم معاملہ اس کے بالکل خلاف دیکھ رہے ہیں۔ کیونکہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ آپ ایسی تدابیر اختیار فرماتے ہیں۔ وہ اسلام کے لئے نہایت خطرناک ہونے کے باوجود سیاسیات کے لئے بھی مفید نہیں ہوتی۔ چنانچہ میں نے کل آپ کی جماعت کے اخبار الجمعیۃ میں ایک مضمون دیکھا۔ جس کو دیکھ کر میری حیرت اور استعجاب کی کوئی حد نہ رہی اور خیال ہوا۔ کہ اللہ! وہ جماعت جو اپنا نام جمعیۃ العلماء رکھتی ہے۔ اور جو مسلمانوں کی دینی و قومی لیڈری کا اپنے کو حق دار اور ان کی فلاح و بہبود کا ذمہ دار سمجھتی ہے۔ آج اس کے منہ سے وہ باتیں نکلتی ہیں۔ جو اب تک نیچریوں کا شعار سمجھی جاتی تھیں اور جن کو علماء ربانی نے کبھی آنکھ اٹھا کر بھی نہیں دیکھا۔ اور نہ ان احمقانہ بکواسوں پر توجہ کرنے کے لئے کبھی اپنے دماغ کو تکلیف دی۔

اب میں اس اجمال کی قدرے تفصیل کرتا ہوں۔ توجہ سے اور انصاف کو پیش نظر رکھ کر ملاحظہ فرمائیے۔ ایک وقت وہ تھا جس وقت ہندوستان میں شرک و بدعت کی حکومت تھی۔ اور عوام و خواص سب پر یہ بلا چھائی ہوئی تھی۔ خال خال افراد اگر ان سے واقف تھے تو خوف فتنہ وغیرہ ان کو برملا اپنے اظہار خیالات سے مانع تھا۔ ایسی ظلمت کے زمانہ میں اللہ تعالٰے نے اپنے دین کی حمایت کے لئے مولوی اسماعیل صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ کو کھڑا کیا۔ اور انہوں نے ایسے نازک وقت میں نیابت نبوّت کا حق ادا کیا۔ اور شرک و بدعت کی برائیاں علی الاعلان بیان کرنی شروع کیں اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ تقلید آباء پر مٹنے والے اور غالی افراد۔ عالم و جاہل ان کی مخالفت اور ضرر رسانی پر آمادہ ہوگئے۔ اور جن کو حق تعالٰے نے توفیق دی انہوں نے ان کی سچی باتوں کو قبول کر کے صحابہ کے اتباع کا نمونہ دکھلایا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ پہلے جو مسلمانوں میں شرک و بدعت پر اتفاق تھا وہ مٹ گیا اور مسلمانوں میں ایک نیا نزاع و اختلاف پیدا ہوگیا۔ اور مولوی اسماعیل صاحب شہید نے اس نزاع و اختلاف اور فتنہ کو اپنی آنکھوں سے دیکھا۔ اور اپنی جان پر جھیلا۔ اور کبھی اس کی طرف التفات بھی نہیں کیا۔ کہ میرے فعل سے مسلمانوں میں جھگڑے اور فساد پیدا ہوگئے۔ مجھے چاہیئے۔ کہ میں ان باتوں کو چھوڑ دوں جنہوں نے مسلمانوں میں آگ لگائی ہے۔ بلکہ وہ برابر شرک و بدعت اور جہلاء کے معبودان باطلہ کی برائیاں بیان کر کے مرتے دم تک اس آگ پر تیل چھڑکتے رہے (۱) اس جگہ یہ بات بھی نظرانداز نہ ہونی چاہیئے۔ کہ مولوی اسماعیل صاحب شہید کو سکھوں سے جہاد بھی کرنا تھا۔ اور اس لئے ان کو اس وقت سے زیادہ اتحاد کلمہ اسلام کی ضرورت تھی۔ مگر اس پر بھی انہوں نے اس اتحاد کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ خود اپنے سے اور اپنی جماعت سے جو خدمت دین ہوسکی۔ اسی پر اکتفا کیا) جب وہ اس جہان فانی سے تشریف لے گئے تو ان کے جانشینوں نے بھی وہی کیا جو مولوی اسماعیل صاحب شہید نے کیا تھا۔ یہاں تک کہ آخر میں نوبت مولوی رشید احمد صاحب و مولوی محمد قاسم صاحب و مولوی محمد یعقوب صاحب و دیگر اکابر دیوبند تک پہنچی۔ یہ حضرات بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلے۔ اور وہ آگ جو مولوی اسماعیل صاحب کے فعل جائز سے بھڑکی تھی۔ اس پر ان کی تقلید چھوڑ کر پانی نہیں ڈالا۔ بلکہ اس کو برابر قوت پہنچاتے رہے۔ اس زمانہ میں سید احمد خاں کا دور دورہ ہوا۔ اور روشن خیالوں کی ایک جماعت اس کے گرد جمع ہوگئی۔ اور اس نے یہی راگ الاپنے شروع کئے۔ کہ علماء نے خواہ مخواہ کے جھگڑوں میں پڑ کر۔ اسلام اور مسلمانوں کو تباہ کر دیا۔ مسلمانوں کی جمعیت کا شیرازہ درہم برہم کر دیا۔ انھیں کمزور کر دیا وغیرہ وغیرہ۔ اور یہ آوازیں اُن بزرگوں کے کانوں میں بھی برابر پہنچتی رہیں۔ مگر ان خدا کے بندوں کو جنبش تک نہ ہوئی۔ اور وہ برابر اپنے کام میں لگے رہے۔ اب ان حضرات سے دنیا خالی ہوگئی۔ اور ان کے اخلاف ان کے جانشین ہوئے۔ ان لوگوں میں زمانہ کی ہوا کے مقابلہ کی طاقت نہ تھی۔ اس لئے ان لوگوں نے اس ہوا سے متاثر ہونا شروع کیا۔ اور رفتہ رفتہ یہاں تک نوبت پہنچی۔ کہ اب وہ حضرات جو نیچریوں کے مدمقابل اور ان کے مقاصد میں روڑے اٹکانے والے تھے وہی ان کے دست و بازو ہوگئے۔ اور جو وہ کرنا چاہتے تھے۔ وہ یہ کرنے لگے۔ اور جو وہ کہا کرتے تھے ؟

(۱) [illegible]

وہ یہ کہنے لگے ۔ آپ جمیعۃ العلماء کے خیالات ان کی معاشرت ۔ اور ان کے منصوبوں کو نیچریوں کی اگلی باتوں سے مقابلہ کر کے دیکھیے ۔ اور بتلایئے ۔ کہ ان میں کہاں تک امتیاز ہے؟ ۔ میرے نزدیک بجز فروعی (مثلاً داڑھی و کوٹ وغیرہ کا اختلاف) اختلاف کے اور کوئی اختلاف نہیں ۔ اور جو اصول نیچریت ہیں ۔ مثلاً دنیا کو دین پر ترجیح دینا ۔ اغراض دنیاوی کے حصول کے لئے مذہب کو چھوڑ دینا ۔ قومیت و ترقی کے گیت گانا ۔ حب وطن کے عقیدہ پر خدا اور رسول پر ایمان سے بڑھ کر ایمان لانا وغیرہ ۔ وہی اصول اس وقت جمیعت علماء کے ہیں ۔ جیسا کہ اس جماعت کے اقوال و افعال اس مدعا پر شاہد عدل ہیں ۔ میں مجموعی حیثیت سے ان کے اقوال و افعال پر اس وقت تبصرہ نہیں کرنا چاہتا ۔ اور نہ اس مختصر عریضہ میں اس کی گنجایش ہے ۔ بلکہ مجھے صرف اس وقت جمیعۃ العلماء کے اس مضمون مختصر پر کلام کرنا ہے جو ۲۲ ذیقعدہ کے پرچہ میں "وحدت کلمۂ اسلام کی ایک مبارک کوشش" علماء دیوبند و بریلی کا اتحاد" کے عنوان سے شائع ہوا ہے ۔

اس مضمون کی بسم اللہ یہ ہے ۔ علماء کے باہمی اختلافات اور خصوصاً وہ جو فکر و رائے کے اختلاف سے بڑھکر نزاع و مخاصمت کی صورت اختیار کر جائیں ۔ امت کے لئے ایک لعنت الٰہی کی حیثیت رکھتے ہیں الخ

ان الفاظ میں غور کیجئے ۔ اور بتلایئے کہ پہلے نیچریوں کی ان اختلافات کے باب میں کیا رائے تھی ۔ اور کیا ان کی ان سے کچھ بڑھے ہوئے تھے؟ ۔ میں سمجھتا ہوں کہ شاید یہ عنوان آجتک کسی نیچری نے بھی اختیار نہ کیا ہوگا گو مقصد متحد ہو ۔ اس عبارت میں اہل حق و اہل باطل دونوں کو ملزم گردانا گیا ہے ۔ جس کا حاصل وہ بہرے عنوان سے یہ ہوا ۔ کہ مولوی اسمٰعیل صاحب شہید اور ان کے ہمخیال علماء نے جو امت میں تفرقہ اور نزاع پیدا کیا ۔ وہ امت کے لئے موجب لعنت الٰہی تھا ۔ کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ یہ حضرات اپنے وراثت انبیا کا حق ادا کرتے ۔ اور اسلام کے صحیح اصول پر عمل پیرا ہوتے ہیں ۔ مگر آج جمیعت علماء ان کو اس خدمت کا یہ صلہ دیتی ہے ۔ کہ ان کے فعل کو امت کے لئے موجب لعنت الٰہی بتلاتی ہے ۔ انصاف کیجئے کیا جمیعت علماء کا یہی دینی فرض ہے ۔ اور کیا وہ اپنے اخبار میں ایسے مضامین کی اشاعت کر کے مسلمانوں کو نیچریت کی تبلیغ نہیں کرتی ۔ اور کیا وہ مسلمانوں کے لئے اظہار حق اور حفاظت دین کا دروازہ بند نہیں کرتی ۔ کیا جب یہ خیال مسلمانوں کے قلوب میں جانشین ہو جائے گا کہ علماء کا اختلاف امت کیلئے موجب لعنت الٰہی ہے تو وہ کسی سنت کی حمایت اور کسی بدعت کی تخریب پر آمادہ ہو سکتے ہیں؟ اب غور فرمایئے کہ جمیعت العلماء کا یہ اصول اسلام کے لئے کس قدر خطرناک ہے ۔ اب میں دوسرے پہلو پر گفتگو کرتا ہوں ۔ کیا جمیعت العلماء ان لوگوں کو جو اس کے زعم میں اس کے مقاصد میں مزاحم ہیں ۔ اچھی نظر سے دیکھتی ہے ۔ اور ان کے ساتھ برادرانہ تعلقات رکھتی ہے؟ آپ ضرور فرمائیں گے ۔ کہ نہیں ۔ تو کیا آپ کا یہ اختلاف امت کے لئے موجب لعنت الٰہی نہیں ہے؟ ۔ یا یہ اصول محض دینی اختلافات سے متعلق ہے؟ ۔ اور سیاسی اختلافات جو حصول سلطنت و ترقی میں حارج ہیں اس سے مستثنیٰ ہیں ۔

اس کے بعد لکھا ہے۔ کہ رسول امین نے علمار کو اپنا وارث قرار دیکر انہیں امت کی نگھبانی رہنمائی سپرد فرمائی تھی۔ الخ۔ یہ بیشک صحیح ہے اور یہی وجہ ہے۔ کہ علمار اہل حق اس وراثت کا حق ادا کرنے کے لئے بلا خوف لومۃ لائم حمایت حق پر کمر بستہ ہو جاتے ہیں۔ اور مسلمانوں کو غلط راہ سے بچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ اگر وہ ایسا نہ کریں اور سیاسی و دنیوی مصالح کو پیش نظر رکھ کر مسلمانوں کو غلط راہ پر چلنے دیں تو وہ حق وراثت و نگھبانی و رہنمائی ادا کرنے والے نہ ہوں گے۔ بلکہ سراسر خائن و غدار ہوں گے۔ اب اگر ان کے اس فرض منصبی کی ادا کرنے میں کوئی مزاحم ہو۔ اور اس طرح اختلاف و نزاع پیدا ہو جاوے۔ تو اس کے ذمہ دار خود وہ مزاحمت کرنے والے ہوں گے۔ نہ کہ حامیان حق۔ چنانچہ یہ ایک ایسا اصول ہے جس کو تمام دنیا کے عوام و خواص تسلیم کرتے ہیں۔ اور اپنے حقوق و فرائض کی حفاظت میں اس سے کام لیتے ہیں۔ لیکن کس قدر افسوس کا مقام ہے کہ دینی اختلافات کے فیصلہ میں اس اصول کو بالکل فراموش کر دیا جاتا ہے۔ اور جو علمار اپنے بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں کوئی جائز فعل کرتے ہیں۔ جو ہوا پرستوں کی شرارت سے موجب افتراق بنجاتا ہے۔ اُن پر جمعیت العلمار کی اجلاس سے فرد جرم لگائی جاتی ہے۔ اور ان کے فعل کو امت کے لئے موجب لعنت آلٰہی تبلایا جاتا ہے اور ان پر اپنے فرائض کو بھول جانے۔ ایک دین کے کئی دین بنانے۔ تفریق امت۔ رسول کی امانت میں بے تکلف خیانت کرنے کے الزامات عائد کئے جاتے ہیں۔ کیوں ہمحض اس لئے کہ وہ اسلام کا مقصد محض دنیاوی عزت و دنیاوی جاہ حکومت ترقی۔ تمدن وغیرہ کو سمجھے ہوئے ہیں۔ اور احکام آلٰہی مراسم شرعیہ ان کی نظر میں ہیچ ہیں۔ اگر کوئی غیر مسلم حکومت مسلمانوں کے کسی خطہ پر قبضہ کرنے کا خیال بھی کرے۔ تو پوری قوت سے اس کے مقابلہ پر آمادہ ہو جائیں اور دینی و دنیوی خطرات سب ان کی نظر سے غایب ہو جائیں۔ لیکن اگر کوئی مدعی اسلام اسلام کے ہزاروں احکام کو پامال کر دے۔ بلکہ توحید کی عمارت کو بھی متزلزل کر دے تو اس کی مزاحمت کو فتنہ و فساد تفریق بین المسلمین وغیرہ جرایم کا ارتکاب قرار دیا جاوے۔ آپ خیال فرمائیں کہ کیا یہی حمایت اسلام اور اعلائے کلمۃ اللہ اور اعزاز دین ہے۔ معاذ اللہ لاحول ولاقوۃ الا باللہ۔ ایسے حامیان اسلام سے اسلام بزبان حال کہہ رہا ہے۔

مرا از چنگ گرگاں در ربودی
چو دیدم عاقبت خود گرگ بودی

اس کے بعد اس مضمون میں ان آیات کی تلاوت فرمائی گئی ہے جن میں تفرق و اختلاف کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔ لیکن یہ ہی محض کَلِمَةُ حَقٍّ اُرِیْدَ بِهَا بَاطِلٌ کا مصداق ہیں۔ کیوں کہ ان کا یہ مطلب نہیں ہو سکتا۔ کہ تم احکام اسلامیہ کی اشاعت و حمایت چھوڑ دو۔ شرک و بدعت وغیرہ کو پھیلنے دو۔ اور مسلمانوں کو ان افعال سے ہرگز نہ روکو۔ کیونکہ اس سے بد دینوں میں ہیجان ہوگا۔ اور مخالفت و منازعت پیدا ہو جائے گی۔ بلکہ یہ مطلب ہے کہ تم حق سے انحراف کر کے اہل حق کے ساتھ نزاعی صورت نہ پیدا کرو۔ مجھے افسوس ہے کہ مضمون نگار صاحب نے سارے فرقوں میں

ان ہی احکام کو قابل عمل سمجھا۔ اور وہ بھی ان کو غلط معنی پر محمول کرکے۔ اور انہوں نے اس آیت کو نظر انداز کر دیا۔ فَاِنْ طَائِفَتَانِ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ اقْتَتَلُوْا فَاَصْلِحُوْا بَيْنَهُمَا فَاِنْ بَغَتْ اِحْدٰهُمَا عَلَى الْاُخْرٰى فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ اس آیت میں صاف حکم ہے۔ کہ جب مسلمانوں کی دو جماعتوں میں جنگ ہو۔ تو باقی مسلمانوں کا فرض ہے۔ کہ جو ناحق پر ہو اس کو سمجھا کر صلح کرا دیں۔ اور اگر اس پر بھی وہ صلح پر آمادہ نہ ہو۔ تو جس کی زیادتی ہو اس سے جنگ کرکے خدائی فیصلہ کی طرف لاؤ۔ دیکھئے حق تعالے مسلمانوں کو خانہ جنگی کا حکم کر رہے ہیں۔ اور جو مسلمان جھگڑے سے الگ ہیں۔ ان کو حکم دیتے ہیں۔ کہ تم بھی لڑائی میں کود پڑو۔ پس جب دنیاوی جھگڑوں میں بھی حق تعالے کا حکم یہ ہے۔ کہ جس کی زیادتی ہو۔ اس کو سمجھا بجھا کر یا اس سے لڑ کر راہ راست پر لاؤ۔ اور خانہ جنگی کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور نہ اس فریق کو جو حق پر ملزم گردانتے ہیں تو دینی نزاعات میں حامیان حق کیوں مجرم ہوں گے۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ کسی نے خوب کہا ہے فساد العالِم فساد العالَم۔ الخ لیکن اس اپنے مسلمہ اصول پر نظر کرکے خیال کرنا چاہئے۔ کہ جب ایک عالم کا فساد موجب فساد عالم ہے۔ تو جب جمعیۃ العلماء فاسد ہو۔ تو اس وقت فساد عالم کس قدر ہوگا۔ اس کے بعد لکھا ہے۔ وہ وقت بہت ہی منحوس تھا۔ جب علماء کی مقدس جماعت اس فساد اجتماعی سے متاثر ہوگئی۔ اور انہوں نے ارشاد وہدایت دینی کا تبرک کام چھوڑ کر۔ آپس کی نزاعوں میں اپنی قوت برباد کرنی شروع کر دی الخ۔ مگر ہمیں نہایت افسوس کیساتھ کہنا پڑتا ہے کہ مضمون نگار صاحب نے اس مضمون میں بھی سخت غلطی کھائی ہے۔ کیونکہ علماء کے نزاعات کا منشاء ہی ارشاد وہدایت ہوتا ہے۔ کیونکہ مسلمانوں نے صراط مستقیم کو چھوڑ دیا تھا۔ علماء نے ان کو راہ پر لانے کی لئے کوشش کی۔ ہوا پرستوں نے جھگڑا شروع کر دیا۔ پس اس نزاع کا منشاء علماء کی فرض شناسی ہوا ہے۔ نہ کہ اس سے غفلت۔ اور جو برے نتائج اس پر مرتب ہوئے۔ اس کے ذمہ دار خود ہوا پرست ہیں نہ کہ اہل حق اور اس کا مقتضا یہ ہے کہ بحکم فَقَاتِلُوا الَّتِيْ تَبْغِيْ حَتّٰى تَفِيْٓءَ اِلٰٓى اَمْرِ اللّٰهِ۔ ان ہوا پرستوں کو مجبور کرکے اہل حق کیساتھ اتحاد پیدا کرنا چاہئے۔ نہ کہ اہل حق کو اپنی صحیح روش چھوڑ کر اہل ہوی کیساتھ شیر و شکر ہونا۔ لیکن ہم اس جگہ معاملہ برعکس دیکھ رہے ہیں۔ کہ اہل دیوبند اپنی صحیح روش کو چھوڑ کر اہل بدعت کیساتھ اتحاد کرنا چاہتے ہیں۔ اور ایک باقاعدہ صلحنامہ مرتب کرنا چاہتے ہیں۔ اس مصالحت پر تفصیلی تنقید تو اسی وقت ہو سکتی ہے۔ جبکہ صلحنامہ مرتب ہو کر اس کی شرائط قلم بند ہو جائیں۔ لیکن اس وقت ہم اس پر اجمالی تنقید کرتے ہیں۔ جو کہ حسب ذیل ہے۔ مولوی حبیب الرحمن صاحب کے خط سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ وہ اور ان کے ہمخیال اہل دیوبند اس پر آمادہ ہیں۔ کہ وہ اہل شرک و بدعت کی خوشنودی کے لئے اپنے بزرگوں کی ان عبارتوں کو نکال ڈالیں گے۔ جن پر ان کو اعتراض ہے۔ اور وہ اسپر یقین ظاہر کرتے ہیں کہ اس سے ان بزرگوں کی ارواح خوش ہوں گی۔ لیکن سوال اسجگہ یہ ہے۔ کہ کیا مولوی حبیب الرحمن صاحب اور ان کے ہمخیالوں کے امکان میں یہ بھی ہے۔ کہ وہ ان بزرگوں سے بھی اس صلحنامہ پر دستخط کرا لیں جن کی عبارتوں پر اعتراض کیا جاتا ہے۔ جبکہ انسے دستخط نہیں کرائے جا سکتے۔ تو اس سے صرف مولوی حبیب الرحمن

صحیح

صاحب وغیرہ اپنے اوپر سے الزام کفر دفع کر کے مسلمانوں کی جماعت میں داخل ہو سکتے ہیں۔ مگر وہ مولوی اسمٰعیل صاحب
شہید وغیرہم کو اس تدبیر سے اس جماعت میں داخل نہیں کر سکتے۔ اور جب وہ داخل نہ ہو سکے۔ تو اب دو حالتیں ہیں
یا تو مولوی حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ اپنے نئے بھائیوں کیساتھ ملکر ان بزرگوں کی تکفیر کریں۔ یا حسب سابق انکو مسلمان
سمجھیں۔ پہلی صورت تو نہایت بعید ہے۔ گو سیاسی مصالح۔ یا وحدت کلمہ اسلام پر نظر کرتے ہوئے چنداں بعید بھی نہیں۔ اور
دوسری صورت میں وہ بریلی کے اس اصول موضوعہ کی رو سے کہ جو ان بزرگوں کو کافر نہ کہے۔ وہ کافر ہے۔ یہ لوگ باوجود
ان ترمیمات کے بھی کافر ہی رہیں گے۔ اور پہلی صورت پھر عود کر آئے گی۔ کہ ہم کافروں سے صلح نہیں کر سکتے۔ اور صلح ناممکن
ہو جائیگی۔ پس نتیجہ کچھ نہ ہوا۔ دوسری بحث اس جگہ یہ ہے۔ کہ جن نتائج کی بنا پر مولوی حبیب الرحمٰن صاحب وغیرہ
ان ترمیمات کو منظور کرتے ہیں۔ کیا وہ نتائج ان بزرگوں کے سامنے نہ تھے۔ جن کی وہ عبارتیں ہیں؟ کیا ان کو خبر نہ تھی۔
کہ ان عبارتوں پر مسلمانوں میں اختلاف عظیم اور بہت بڑا فتنہ پیدا ہو گیا ہے؟۔ ضرور تھی۔ اور کیا وہ ان آیات سے غافل
تھے۔ جن میں تفرق واختلاف کی ممانعت ہے؟۔ ہرگز نہیں۔ تو پھر جبکہ انہوں نے باوجود ان باتوں کے علم کے بھی ان عبارتوں
پر قلم نہیں پھیرا۔ اور اسطرح مصالحت کی کوشش نہیں کی۔ بلکہ مدت العمر ان پر جمے رہے۔ اور یہی سمجھتے رہے۔ کہ ان
شرور وفتن کے ذمہ دار ہم نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ہوا پرست ہیں۔ جو حق کو قبول کرنیسے اعراض کرتے ہیں۔ تو اب مولوی حبیب الرحمٰن
صاحب وغیرہ کو کس دلیل سے یہ اطمینان ہوتا ہے۔ کہ ان بزرگوں کی ارواح اس ترمیم سے خوش ہونگی۔ اور کہیں گی کہ
شاباش ہمارے فرزندو۔ جو کام ہم سے نہ ہو سکا۔ وہ تم نے کیا۔ استغفر اللہ۔ الغرض یہ سب خیالات واوہام باطلہ
ہیں جس کا منشا محض حب جاہ۔ ومقبولیت عامہ ہے۔ ورنہ ان باتوں کو دین سے کچھ بھی تعلق نہیں۔ اب میں اس
مصالحت کے نتیجہ پر آپکو تنبیہ کرنا چاہتا ہوں۔ اس مصالحت کا ایک نتیجہ تو یہ ہو گا۔ کہ جن لوگوں کو شرک وبدعت سے
نفرت ہے۔ ان کے قلوب سے نفرت اُٹھ جائیگی۔ اور وہ پھر شرک وبدعت میں گرفتار ہو جائیں گے۔ اور مولوی اسمٰعیل
صاحب شہید اور دوسرے بزرگوں کی تمام کوششوں پر یک لخت پانی پھر جائیگا۔ اور پھر اسی شرک وبدعت کا ڈنکا
بجنے لگے گا۔۔ اور دوسرا نتیجہ یہ ہو گا کہ اس مصالحت سے اہل حق کی زبانوں پر قفل لگ جائیں گے۔ اور وہ شرک
وبدعت کے خلاف ایک لفظ منہ سے نہ نکال سکیں گے کیونکہ انکو خوف ہو گا۔ کہ مبادا ہمارے نئے بھائی جن کو ہمنے
اسقدر کوشش کیساتھ منایا ہے پھر ہم سے نہ روٹھ جائیں۔ اور اسی طرح وہ حامیان سنت وماحیان بدعت کے زمرہ
سے نکل کر ماحیان سنت وحامیان بدعت بنجائیں گے۔ بئس الاسم الفسوق بعد الایمان۔ یہ دونوں
نتیجے ہم ہندو مسلم اتحاد میں آنکھوں سے دیکھ چکے ہیں۔ یہ بُرے نتائج تو قریب قریب یقینی ہیں۔ رہا مفید نتیجہ۔ کہ اس اجتماعی
قوت سے مخالفین اسلام کے مقابلہ میں کام لیا جاوے۔ سو اس کا مشاہدہ بھی ہم کو ہندو مسلم اتحاد سے ہو چکا ہے۔
پس جبکہ اتنی بڑی قوم کا اتفاق مفید نہ ہوا۔ تو بریلوی جماعت کا اتفاق کیا مفید ہو سکتا ہے۔ اس کے علاوہ خود

اسی کی کیا ضمانت ہو - کہ مصالحت قایم رہے گی - پس یہ مصالحت دین کیلئے سخت مضر - اور دنیا کے لئے محض غیر مفید ہو - اسلئے جماعت دیوبند اور جمعیت علمار کا اس کی طرف قدم بڑھانا کسی طرح مناسب نہیں - اب یہ سوال ہوسکتا ہو - کہ جب ہم تمام فرق اسلامیہ سے قطع تعلق کرلیں گے - تو ہم مخالفین اسلام کا مقابلہ کس طرح کریں گے تو اس کا جواب یہ ہو - کہ اول تو جب آپ میں طاقت نہیں - تو آپ سے مقابلہ کرنیکو کس نے کہا ہو اور وہ بھی ناجائز ذرائع اختیار کرکے اور اپنی ہاتھوں دین کو برباد کرکے - دوسرے صحابہ کی تعداد تو اتنی بھی نہ تھی جتنی خود دیوبندی گروہ کی تعداد ہو - آخر انہوں نے تمام دنیا کے کفار کا مقابلہ کیونکر کیا تھا - ان کا مقابلہ صرف کمال ایمان اور مدد حق تعالیٰ پر مبنی تھا - پس تم کمال ایمان پیدا کرو - اور حق تعالیٰ کی مدد کو اپنے ساتھ لو - انشاء اللہ تم کو کامیابی ہوگی - ان تنصروا اللّٰہ ینصرکم - اسلام کی حفاظت کا ادعا کرکے نصرت خداوندی کو چھوڑ کر جو کہ ایمان کامل اور استقامت علی الدین سے حاصل ہوتی ہو - اعانت بریلویان و نیچریان و امثالہم پر اعتماد کرنا سراسر غلطی ہو - وان یخذلکم فمن ذا الذی ینصرکم من بعدہ - پس جمعیت علما کا فرض ہو - کہ وہ اپنے ارکان ایسے لوگوں کو بنائے جو صحیح العقیدہ و العمل ہوں - اور اخلاط الناس سے معجون مرکب تیار کرکے اس کا نام جمعیت العلمار رکھنا دین الٰہی کو اپنے ہاتھوں برباد کرنا ہو اس کا یہ بھی فرض ہے - کہ مسلمانوں کو صحیح راستہ پر چلائے - انکو نیچریانہ اور لامذہبی کے خیالات کی تبلیغ کرنا - اور ان میں غلط جذبات پیدا کرنا ایک مذہبی جماعت کا کام نہیں ہوسکتا - اس کا یہ بھی فرض ہے کہ وہ اطاعت خدا اور رسول کو اپنا مقصود اصلی بنادے اور سیاسی جدوجہد کو اس مقصود کے تابع اور اس کے ماتحت رکھے - سیاسی مقاصد کو مقصود اصلی بنا کر دین کو ان کی آڑ بنانا - سراسر خلاف ایمان ہے اگر اس طریق پر پورا پورا عمل ہو گیا - تو دین و دنیا دونوں کی فلاح متیقن ہے - اور اگر پورا عمل نہ ہوسکا - تو دینی نفع تو یقینی ہے - اور اس کے خلاف تدابیر میں دین کا ضرر یقینی ہے اور دنیا کا نفع موہوم سے بھی کم - اب میں اس گفتگو کو ختم کرتا ہوں - اور آخر میں غلط فہمی کے ازالہ کے لئے اتنا اور کہتا ہوں - کہ میری اس تحریر کا یہ مطلب نہیں ہے - کہ جمعیت العلمار قصداً و عمداً تخریب دین میں ساعی ہو - بلکہ میرا مطلب صرف اس قدر ہے - کہ واقع میں ان کی مساعی کا نتیجہ تخریب دین اور اس کا منشا مغربی اثر کی بنا پر دنیا پر فریفتگی - حب جاہ حب مال عصبیت قومی وغیرہ ہیں - ممکن ہے - کہ ان کو اس کا احساس نہ ہو - اور وہ کید نفس میں پھنسے ہوئے ہوں - کیونکہ نفس کے مکائد نہایت زبردست ہیں - چنانچہ مولانا رومی کہتے ہیں ؎

نفس را تسبیح و مصحف در یمیں - خنجر و شمشیر اندر آستیں - سوئے صحت آور د بہر خنو - تا در اندازو ترا در نحسِ او

اگر آپ واقعات پر انصاف سے اور خارجی اثرات سے خالی ہو کر غور کریں گے - تو مجھے امید ہے - کہ آپ میرے بیان کی تصدیق فرمائیں گے - میں یہ بھی ظاہر کر دیتا ہوں کہ میری اس تحریر کا منشا مباحثہ و مناظرہ نہیں ہے - بلکہ محض دینی ہمدردی اور خیر خواہی اس کا منشا ہے - اگر آپ کے جواب سے مجھی کسی بہتر نتیجہ کی امید ہوئی - تو انشاء اللہ پھر بھی اپنے خیالات کا اظہار کرونگا ورنہ لنا اعمالنا ولکم اعمالکم وما علینا الا البلاغ والسلام (حبیب احمد ریاست مینڈ ضلع علیگڈھ مدیر سفینہ)

(مسلم یونیورسٹی پریس علی گڑھ)

رجسٹرڈ نمبر ایل ۱۷۷۵

قال اللہ تعالیٰ وقرآنا فرقناہ لتقرأہ علی الناس علی مکث ونزلناہ تنزیلا

چوں آیت موصوفہ دال ست بر نافعیت تعلیم تدریجی برائے عامۂ ناس

حاضر باشد یا بادی ٭ ونیز بر ضرورت تعلیم علوم قرآنیہ یعنی دینیہ کہ مشتمل ست بر

مقاصد و مبادی ٭ پس اتباعاً للنص المزبور ٭ صحیفۂ شہریہ کہ متدرج ست بتدریج شہور

مسمّیٰ بہ

# الہادی


| جلد ۱ | بابت ربیع الاول ۱۳۴۴ھ | نمبر ۱۱ |
|---|---|---|


کہ جامع ست انواع علوم دینیہ را برائے ہر طالب حاضر و بادی و مذکرست مر مجلس نادی

و ممکن ست برائے ہر جائع و صادی ٭ بصورت ترجمہ رسالہ ترغیب و ترہیب و تسہیل المواعظ

و مصالح عقلیہ و کلید مثنوی و تشرف کہ اکثر آں مستفاد ست از درگاہ ارشادی

یعنی خانقاہ اشرفی امدادی ٭ بادارۃ محمد عثمان عامی ٭ در ہر ماہ اسلامی

در مطبع محبوب المطابع دہلی مطبوع گردید

از کتب خانہ اشرفیہ در بدل کلات علے ارزندہ و نیز بر صدہ فرمبگردد

لہ ہذا التفصیل العام ماخوذ من الحدیث اقض بیننا بکتاب اللہ وقضی بالرجم ۱۲